مدیر کے نام

ضمیر احمد بن یامین ٬ لاہور

''۱۱ستمبر کی ستم کاریاں'' (ستمبر۲۰۰۲ء) میں آپ نے کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔ معلوم نہیں امریکہ کو کب اور کس طرح عقل آئے گی۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر ساری دنیا کو خصوصاً مسلمانوں کو اپنا ایسا دشمن بنا رہا ہے کہ شاید امریکی عوام کئی نسلوں تک اس کے نتائج بھگتیں۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہماری قیادتیں خوابِ غفلت میں مبتلا ہیں۔ اگر ملّت اسلامیہ منصوبہ بندی کرے اور امریکہ اور مغرب میں مقیم لاکھوں مسلمان اسلام کی صحیح تصویر بن جائیں تو امریکہ اور مغرب کے عام انسان کی رائے میں تبدیلی بالکل ممکن ہے۔ خود ہلاکتی کی جس راہ پر بش اپنی قوم کو لے جا رہا ہے اس کا توڑ یہی ہے کہ وہاں کے میڈیا اور عوام کی آنکھیں کھلیں اور وہ یہود کے پنجے سے آزاد ہوں۔ اگر ہم اپنے گریبان میں جھانکیں تو بہت کچھ دیکھ سکتے ہیں' سیکھ سکتے ہیں پھر جو کرنا چاہیے وہ واقعی کریں بھی۔ یہ دنیا تو عالم اسباب ہے۔

سلیم منصور خالد ٬ گوجرانوالہ

''مولانا مودودی: زندگی کا ایک پُرآشوب دور'' (ستمبر۲۰۰۲ء) بلاشبہہ معلومات افزا مضمون تھا' تاہم اگر اس کا عنوان ''ترجمان القرآن کا ایک پُرآشوب دور'' ہوتا تو زیادہ موزوں تھا۔ اس مضمون میں اعجاز الحق قدوسی صاحب کے مضمون ''وہ ایک شمع کہ جس کے دم سے'' کی بنیاد پر' حامد عبدالرحمٰن الکاف صاحب نے جو اقتباس دیا تھا' وہ ادھورا نقل ہوا۔ جس سے قرض کی واپسی کے مسئلے میں کوتاہی سامنے آئی۔ یہاں پر میں قدوسی صاحب کے مضمون سے اصل پیرا نقل کر رہا ہوں جس سے مذکورہ ابہام دور ہو جائے گا۔ اعجاز الحق قدوسی صاحب لکھتے ہیں:

> میں نے سرور خاں صاحب کو [نعیم صدیقی صاحب کے دستخط والا] مولانا [مودودی] کا خط سُنا دیا۔ پھر سرور خاں صاحب نے بھی کچھ نہیں کہا۔ جب جماعت اسلامی قائم ہوگئی اور مولانا جنوبی ہند کانفرنس مدراس میں شریک ہونے کے لیے حیدرآباد میں فروکش ہوئے تو میں مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ملاقات کے بعد پوچھا کہ آپ سرور خاں صاحب کا روپیہ بھی لائے ہیں۔ مولانا نے اٹیچی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ روپیہ اس میں ہے۔ سرور خاں صاحب کو نظام آباد تار دو کہ وہ آکر اپنا روپیہ لے لیں۔ سرور خاں صاحب تشریف لائے تو مولانا [مودودی] نے قرض کی ادائیگی میں [بوجوہ] تاخیر پر بڑی معذرت کی اور ایک ہزار روپے سرور خاں صاحب کے حوالے کیے۔ سرور خاں صاحب نے ان میں سے دو سو روپے جماعت اسلامی کے چندے میں دے دیے اور آٹھ سو روپے اپنی جیب میں رکھے۔ (ملاحظہ کیجیے: تذکرہ سید مودودی' جلد سوم' ص ۳۰۲' ۱۹۹۸ء)